بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

الوداع ماہِ مبارک الوداع!

پورا مہینہ گزر گیا —— جیسے ابھی کل کی بات ہے کہ ہم نے ماہِ مبارک کو خوش آمدید کہا تھا۔ سچ ہے دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں۔ ایمان کی بات ہے کہ ایمان والوں کے لیے یہ مہینہ خدائے رؤف و رحیم کی طرف سے خیر و برکت، رأفت و رحمت کا پیغام ہی نہیں، راحت، فرحت، مسرت و بہجت اور لذتِ زیست کا سامان لے کر آتا ہے۔ بظاہر یہ مہینہ بھوک پیاس کا مہینہ ہے۔ لیکن حقیقت میں سامان خورد و نوش کی فراوانی کے ساتھ لذت کام و دہن کی جو چاشنی اِس مہینے میں روزہ داروں کا مقسوم ہوتی ہے سال کے کسی اور مہینے میں کیا، کسی دن میں بھی نہیں ہوتی۔ ہر مسلمان اپنی استطاعت سے زیادہ اس مہینے میں اللہ کی دی ہوئی ظاہری نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اور جس انداز سے لطف اندوز ہوتا ہے اس کا تو کہنا ہی کیا۔ اس کے علاوہ جو گہما گہمی، رونق اور چہل پہل پورے تیس دن شب و روز اس مہینے میں رہتی ہے وہ بس اسی مہینے کا حصہ ہے۔ اس کی مثال مسلم معاشرے کے سوا دنیا

کے کسی معاشرے میں نہیں۔ لہو و لعب کے ساتھ ہنگامہ پرور زندگی کی مثالیں تو بہت مِل جائیں گی جس میں سفلی جذبات کی تسکین کے سوا کچھ نہیں ہوتا، عبادت و ریاضت، نیکی تقویٰ اور طہارت کے ساتھ ثقافتی دلچسپیوں کی اعلیٰ اقدار صرف اسلامی معاشرے کی خصوصیت ہے۔

رمضان اور اس کے روزے اسلامی ثقافت کا جز ہی نہیں، مابہ الامتیاز ہیں۔ اِسی سے ہماری ثقافت پہچانی جاتی ہے۔ اپنے عناصر ترکیبی کے لحاظ سے یہ ثقافت اتنی بھرپور، اتنی رنگا رنگ، اتنی مالدار، اتنی طاقتور، اثرات کے اعتبار سے اتنی دیرپا اور نتائج کے اعتبار سے اتنی دُور رس ہے کہ دنیا کی کوئی ثقافت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی ثقافت نے مسلم قوم کو اب تک من حیث القوم زندہ رکھا ہے اور وقت کی آندھیاں اس کے چراغ کو بجھانے سے آئندہ بھی قاصر رہیں گی۔ طاغوت کی ثقافتی یلغار نے اسلامی ثقافت کے لیے مسائل ضرور پیدا کر دیئے ہیں۔ مگر پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ یہ چیلنجنگ سچوائشن ہی ہے جو اسے زندہ رکھتی ہے۔ مسلمان اپنے تشخص کو نہ بھولیں۔ اور اس تشخص کو زندہ و پائندہ رکھنے میں دیگر عناصر کے علاوہ روزہ بھی ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے رمضان کی برکتوں سے پورا فائدہ اُٹھا کر اپنے ملّی تشخص کے احساس کو تقویت دی اور اپنے ثقافتی شعور کو پختہ کیا کہ اس میں ہمارے لیے دنیا اور آخرت کی صلاح و فلاح ہے۔

ایک طرف، ہمیں غمگین دلوں کے ساتھ مہمانِ عزیز ماہِ رمضان کو الوداع کہنا ہے، جس کے دم سے ہر روز روزِ عید اور ہر شب شب برات کا سماں تھا، تو دوسری طرف باصد مسرت و شادمانی غرّۂ شوال کا استقبال

کرنا ہے، جس کی دید صبحِ عید کی تمہید ہے۔ عید اسی طرح اسلامی ثقافت کا جُزاور مابہ الامتیاز ہے جس طرح کہ رمضان اور اس کے روزے یا اسلامی زندگی کی دوسری سرگرمیاں۔ رویتِ ہلال سے عید کی تقریبات کا آغاز ہوتا ہے۔ وہ لمحہ کتنا دلفروز اور نشاط انگیز ہوتا ہے جب تیس دن کے روزے پورے کرکے ایک مسلمان اُفق کے مطلع پر عید کے چاند کا نظّارہ کرتا ہے۔ چاند دیکھ کر اس پر سرور کی جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ کسی رندِ خراباتی کو مے خواری میں کیا نصیب ہوتی ہوگی۔ جو سرشاری اور سرخوشی کسی بلانوش بادہ خوار کو خم کے خم لنڈھانے کے بعد بھی نصیب نہیں ہوتی وہ ایک مسلمان عید کی تقریبِ سعید کے ہر لمحہ میں پاتا ہے۔ عید کا ہر لمحہ سچّی خوشی کی رُوح پرور خوشبو میں بسا ہوتا ہے اور مسلمان اِس خوشبُو سے اپنے مشامِ جان کو معطّر کرتا ہے۔ عید کا دن اچھے کپڑے، اچھے کھانے اور اچھی خوشبو کے لحاظ سے بھی اپنی ایک امتیازی شان رکھتا ہے لیکن ان ظاہری اور مادّی نعمتوں کے علاوہ اس دن میں باطنی اور رُوحانی برکتوں کا جو لامتناہی سلسلہ ہے۔ اس کو صرف محسوس کیا جا سکتا ہے جس کے لیے ایک خاص دل و دماغ کی ضرورت ہے۔ روزہ سراپا صبر و شکیب تھا تو عید سراپا شکر و سپاس ہے۔ دوگانہ نماز سے عید کے دن کی ابتداء ہوتی ہے جس سے اس کا روحانی پہلوُ نمایاں ہے۔ مبارک سلامت کے پیغام کی داد و ستد، دوستوں اور عزیزوں کی ضیافت، غرباء اور مساکین کی مالی اعانت کی روایات سے اسلامی ثقافت کے مظہر اتم اس تہوار کا سماجی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

(مُدیر)